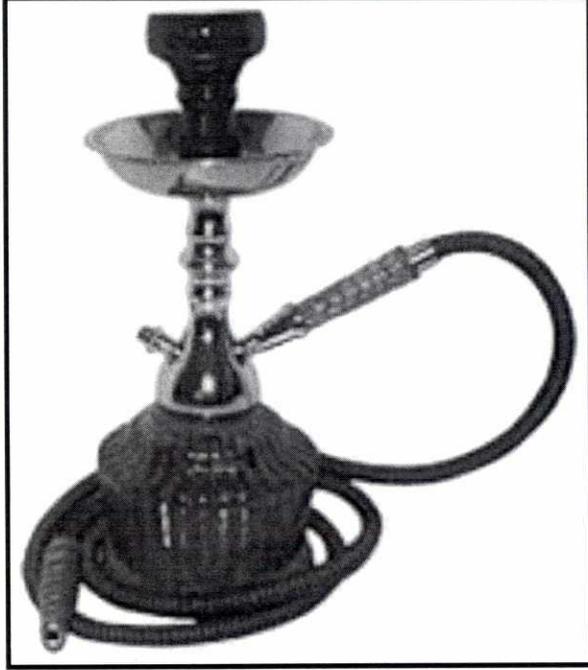


شیشے کا نشہ: نیا جال لائے پرانے شکاری



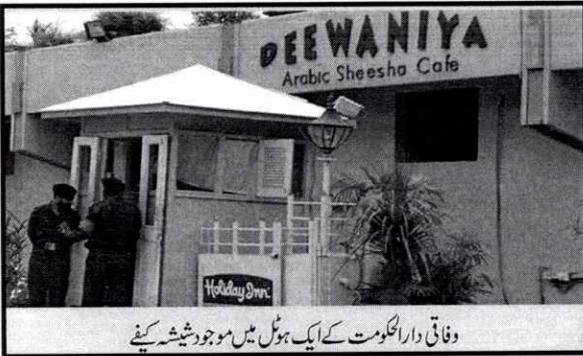
گزشتہ کچھ عرصے سے پاکستان کے ہوٹلوں، ریستورانوں اور جگہ جگہ کھلے ہوئے شیشہ بارز میں شیشے کے نام سے جدید حقے کے نشے کی دستیابی اور ترغیب نہ صرف نئی نسل کو اس جدید، فیشن زدہ مگر خطرناک نشے کی لت میں مبتلا کر رہی ہے بلکہ امتناع تمباکو اور ڈیٹا کی دھجیاں بھی اڑا رہی ہے۔

حیرت کی بات یہ ہے کہ یہ سب کچھ کھلے عام ہو رہا ہے کیونکہ شیشے کے نئے نشے کو متعارف کروانے والوں نے اسے جدید فیشن اور سٹیٹس سمبل بنانے کے ساتھ ساتھ یہ پراپیگنڈہ بھی انتہائی کامیابی سے کیا ہے کہ شیشہ کوئی نشہ نہیں ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ پھلوں کے فلیورز کے علاوہ اس میں سب کچھ روایتی حقے جیسا ہے اور تمباکو اور گنے کی میل (میلیس) اس کے بنیادی اجزائے ترکیبی میں شامل ہیں۔

یوں دکھائی دیتا ہے کہ اپنے مفادات کی ہر حال میں نگہبانی کرنے کا ہنر جاننے والے شاطر فنکاروں نے پاکستان میں تمباکو اور سگریٹ کے خطرناک اثرات اور مضمرات کی پھیلتی ہوئی عوامی آگاہی اور تمباکو کے خلاف قانون سازی کے بعد شیشے کے فروغ کے لیے اپنی توانائیاں مجتمع کر لی ہیں۔

تمباکو کی روایتی صنعت کی طرح ان 'شیشہ گروں' کا ہدف بھی نوجوان ہیں۔ اپنے اس مقصد کے حصول کے لیے انھوں نے جہاں ایک طرف اعلیٰ طبقے کے ریستورانوں، فائو سٹار ہوٹلوں، فوڈ سٹریٹس اور قہوہ خانوں میں شیشہ سموکنگ کی سہولیات فراہم کی ہیں وہیں حیرت انگیز طور پر

کامیاب پراپیگنڈے کے ذریعے اسے جدید فیشن کا ایک لازمہ اور شہروں کی شینہ محفلوں کی زینت بنا دیا ہے۔ اس سارے عمل میں سب سے خطرناک بات یہ ہے کہ لوگ شیشے کو نشہ آور پراڈکٹ ہرگز نہیں سمجھتے اور لاعلمی میں نہ صرف اپنے ہزاروں روپے برباد کرتے ہیں بلکہ تمباکو کے نشے کی ایک خطرناک علت بھی پالتے ہیں جو اس دھوئیں کو اپنے پیچھے ہڈوں میں اتارنے والے لوگوں کو کینسر، امراض قلب اور تمباکو نوشی سے منسلک تمام مہلک بیماریوں میں کو سگریٹ اور روایتی حقے سے کہیں زیادہ مبتلا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔



دفاقی دارالحکومت کے ایک ہوٹل میں موجود شیشہ کیفے

'یہاں شیشہ دستیاب ہے'

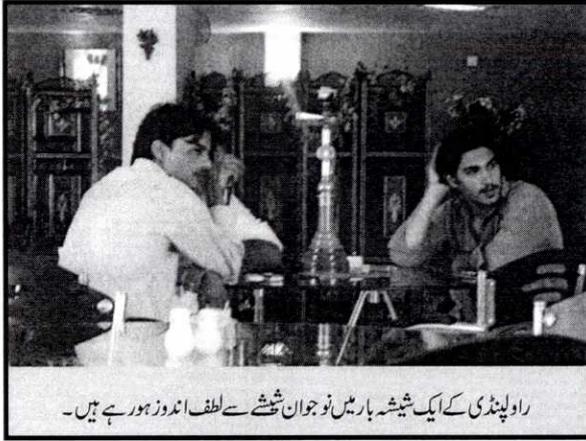
دی نیٹ ورک کے راولپنڈی اسلام آباد میں کیے گئے ایک تازہ ترین سروے کے مطابق شیشہ نہ صرف تقریباً تمام اچھے ہوٹلوں میں دستیاب ہے بلکہ جڑواں شہروں میں جگہ جگہ پینل شیشہ بارز بھی کھل چکے ہیں جو صرف اجتماعی شیشہ سموکنگ کی سہولیات فراہم کر رہے ہیں۔ سروے کے نتائج کے مطابق ہر دوسرے اچھے ہوٹل میں شیشہ موجود تھا اور ہوٹل منتظمین اسے

صفحہ: 2/4

گھروں اور مارکیٹوں میں کھلے ہوئے شیشے بارز میں نوجوانوں کا ریش سرشام شروع ہو جاتا ہے اور رات گئے تک ہاؤ ہو کا یہ شور شیشے کے دھوکے کے ساتھ ماحول میں جذب ہوتا رہتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ شیشے لوگوں کے گھروں کی زینت بھی بن رہا ہے اور مہمانوں کو شیشے پیش کرنا جدید فیشن کا حصہ بنا جا رہا ہے۔ شیشے کے حقے اور اس میں استعمال ہونے والی لٹی (تمباکو، موہیس اور کسی بھی پھل کے فلیور سے بنا ہوا آمیزہ) راویلنڈی اسلام آباد کے سپرسٹورز اور حتیٰ کہ بڑے بڑے میڈیکل سٹورز یہ بھی دستیاب ہے۔

قانون یا اخلاقیات کی خلاف ورزی نہیں سمجھتے تھے۔ تقریباً تمام ہوٹلوں میں بچے اور چھوٹی عمر کے لڑکے لڑکیاں بھی شیشے سموکنگ کرتے ہوئے پائے گئے البتہ کچھ ہوٹلوں نے بورڈ لگانے کے حد تک یہ زحمت ضرور کی تھی کہ 'یہاں 18 سال سے کم عمر لوگوں کو شیشے سموکنگ کی اجازت نہیں، مگر عملاً ایسا کچھ بھی نہیں تھا۔ ہوٹل منتظمین ایک تو اپنی آمدنی کی غرض سے اس پہ آنکھیں بند رکھتے ہیں اور دوسرا شیشے سموکنگ کرنے والے نوجوان ہمارے معاشرے کے اس مراعات یافتہ طبقے سے تعلق رکھتے ہیں جنہیں چھیڑنا ہوٹل انتظامیہ کبھی گوارا نہیں کر سکتی۔

شیشے میں اتارنے کا فن، شیشے کی ترغیب کے انوکھے طریقے



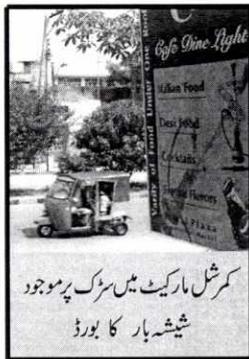
راویلنڈی کے ایک شیشے بار میں نوجوان شیشے سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔

شہر کا عموماً شیشے کے 200 کش لیتے ہیں اور نتیجتاً آٹھ سگریٹوں سے بھی زیادہ کوٹین اپنے جسم میں داخل کر لیتے ہیں۔ شیشے کی آؤٹ ڈور تشریح بھی کھلے عام کی جاتی ہے اور پوسٹرز اور شاہراہوں کے اطراف میں لگے بڑے بڑے بل بورڈز لوگوں کو شیشے کے شیشے میں اتارنے کا کام سرانجام دیتے ہیں۔

شیشے سموکنگ کی ترغیب کے نت نئے حربے آزمائے جا رہے ہیں۔ نوجوانوں کو ہوٹلوں میں شیشے سموکنگ کے لیے موزوں ماحول فراہم کیا جاتا ہے۔۔۔ نیم تاریکی، ہلکی موسیقی، ٹی وی پر عربی رقص وغیرہ۔ دھواں دھواں رومانوی ماحول میں یہ سب کچھ ایک نوجوان کے لیے بہت پرکشش محسوس ہوتا ہے۔ شیشے کا حقہ بجائے خود بہت دیدہ زیب ہوتا ہے اور مختلف ڈیزائنز اور متنوع اقسام میں دستیاب ہے۔ شیشے کی لٹی کے ڈبیوں پر صرف پھلوں کی تصویر ہوتی ہے اور شیشے کے ہوٹلوں کی جانب سے فراہم کردہ مینو پر بھی شیشے کی درجن بھر اقسام (جن میں صرف پھل کے فلیور میں فرق ہوتا ہے) علیحدہ علیحدہ نرخوں پر درج ہوتی ہیں۔ نوجوانوں کے لیے شیشے سموکنگ ایک گروپ سرگرمی بنا دی گئی ہے کیونکہ ہوٹلز اور شیشے بارز شیشے کی ایک لٹی کی سموکنگ جو عموماً چار پانچ لوگوں کے لیے کافی ہوتی ہے کے پیسے وصول کرتے ہیں۔ ایک گھنٹے کے لگ بھگ جاری رہنے والی اس محفل میں

قوانین کی کھلی خلاف ورزی

انتہا تمباکو نوشی و تحفظ غیر تمباکو نوشاں آرڈیننس 2002ء کے مطابق کسی بھی پبلک مقام بشمول ہوٹل و ریسٹوران پر تمباکو نوشی ممنوع ہے اور تمباکو نوشی کے لیے ہوٹلوں میں الگ کارز مخصوص کرنے ضروری ہیں مگر شیشے کی صورتحال میں اس قانون پر عملدرآمد کے ضمن میں کچھ بھی نظر نہیں آتا۔ شیشے سموکنگ کی سہولت تو نوڈسٹریٹس تک پر دستیاب ہے۔ قانون کے تحت 18 سال سے کم عمر نوجوان کو تمباکو کی مصنوعات فروخت کرنا منع ہے مگر قانون کی اس شق کی دھیماں دن رات



کمرشل مارکیٹ میں سڑک پر موجود شیشے بار کا بورڈ



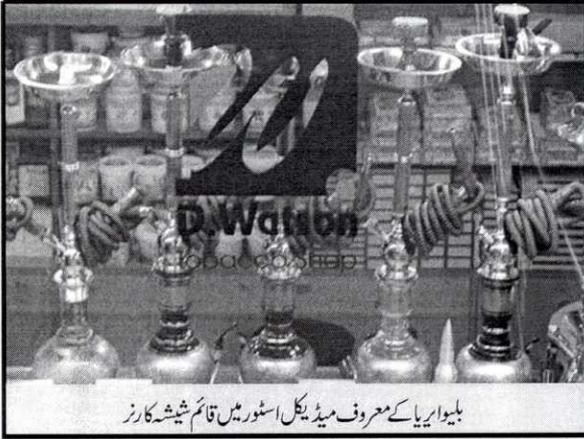
ریستورانوں اور شیشہ بارز پہ اڑائی جارہی ہیں جہاں شیشہ سوکنگ کے لیے عمر کی کوئی قید نہیں۔

تंबا کو کی مصنوعات کی تشہیر کے حوالے سے بھی قانون میں واضح ہدایات ہیں۔ مگر شیشہ سوکنگ کے بڑے بڑے بورڈز کھلے عام دعوت کش دے رہے ہیں اور قانون کا مذاق اڑا رہے ہیں۔

ہوٹلوں اور ریستورانوں میں شیشہ کے دھوکے سے ایسے لوگ بھی متاثر ہو رہے ہوتے ہیں جو خود سوکنگ نہیں کرتے اور قانون میں غیر تمبا کو نوش افراد کی صحت کے لیے تمبا کو کا استعمال ایسی کسی بھی بند جگہ پہ ممنوع ہے جہاں غیر تمبا کو نوش افراد موجود ہوں۔

تمبا کو کی مصنوعات میڈیکل سٹور پر؟

حیرت اور افسوس کی بات یہ ہے کہ شیشہ کو فیشن کے طور پر متعارف کروانے والوں اور اس سے اپنی آمدنی بڑھانے والوں کو اس بات سے کوئی غرض نہیں کہ وہ مروج اخلاقیات اور قانون کو کس طرح تار تار کر رہے ہیں۔ راولپنڈی اسلام آباد میں فارمیسی کے ایک مشہور ادارے نے اپنی اسلام آباد والی دکان پہ شیشہ کے حقے اور پیکیٹس سجانے کے لیے ایک الگ کارز مخصوص کر رکھا ہے اور ہر قسم کا شیشہ اور لٹی وہاں سے دستیاب ہیں۔ سب سے افسوسناک بات یہ ہے کہ اسی میڈیکل سٹور پہ اعلیٰ کوالٹی کے اہمورنڈ سگریٹ بھی موجود ہیں۔ کہاں انسانی زندگی بچانے والی ادویات



اور کہاں موت بچنے کا کاروبار۔

شیشہ کیا ہے ، کہاں سے آیا، روایتی حقے سے کیسے مختلف ہے؟

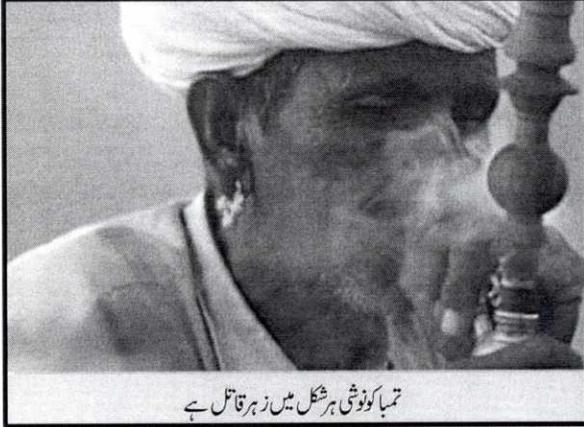
چلم کے نیچے لوہے کی ڈنڈی سے دونلیاں نکلتی ہیں جن میں ایک کا کام دھواں باہر چھوڑنا ہے اور دوسری کومنہ سے لگا کر کش لگائے جاتے ہیں۔ سب سے نیچے Glass base ہوتا ہے جس میں پانی یا کوئی اور مائع محلول مثلاً جوس یا دودھ وغیرہ بھرا جاتا ہے جس کا ذائقہ کش میں شامل ہو جاتا ہے۔ یہ ایک مہنگا حقہ ہے جسکو خریدنے پر چھ ہزار روپے سے لیکر بارہ ہزار روپے تک خرچ ہو جاتے ہیں۔ چلم میں بھرا جانے والا آمیزہ 260 روپے فی پیکٹ سے لیکر 800 روپے فی پیکٹ تک ملتا ہے۔ سب سے چھوٹے پیکٹ سے بارہ دفعہ چلم بھری جاسکتی ہے۔

ہوٹلوں میں ایک چلم شیشہ کے لیے 115 روپے سے لیکر 300 روپے بلکہ اس سے زیادہ ادا کرنا پڑتے ہیں اور یوں یہ ہوٹل مالکان کے لیے ایک منافع بخش کاروبار ہے۔ اس منافع کی لت انھیں عوام کی صحت اور قانون کی طرف توجہ نہیں دینے دیتی۔

شیشہ عربی حقے کی ایک جدید شکل ہے۔ اسے مصر میں شیشہ، لبنان میں نرگلا اور انگریزی میں حقہ (hookah) کہا جاتا ہے۔ شیشہ سوکنگ 500 برس قبل ترکی میں شروع میں ہوئی اور مشرق وسطیٰ میں وباء کی طرح پھیلی۔ یہ ہمارے ہاں پائے جانے والے روایتی حقے ہی کی ایک شکل ہے۔ یہ خیال عام ہے کہ حقہ ہندوستان میں ایجاد ہوا اور ایران کے راستے دوسری تہذیبوں اور خطوں کے لوگوں تک پہنچا تاہم ترکی میں حقے میں واٹر پائپ کی شکل میں ایک انقلابی تبدیلی لائی گئی۔

شیشہ پاکستان میں نسبتاً ایک نئی دریافت ہے۔ اس کے سب سے اوپر والے حصے میں چلم ہوتی ہے جہاں فلیورز اور تمبا کو پر مشتمل لٹی یا آمیزہ رکھا جاتا ہے جسے جلتا ہوا کونکہ حرارت پہنچا کر دھواں پیدا کرتا ہے۔ روایتی حقے اور شیشے میں صرف یہی فرق ہے کہ شیشے میں تمبا کو کو براہ راست جلایا نہیں جاتا بلکہ اسے حرارت پہنچا کر پگھلایا جاتا ہے۔

شیشے کے نشے سے منسلک بیماریاں:



تمباکو نوشی ہر شکل میں زہر قاتل ہے

ہوتے ہیں۔ کاربن مونو آکسائیڈ وہی گیس ہے جو گاڑی کے سالنسر کو کالا کرتی ہے، بند کمرے میں خراب ہیٹر سے یا کولوں کی انگیٹھی سے خارج ہوتی اور دم گھٹنے کا باعث بنتی ہے۔

سگریٹ کے دھوئیں کی طرح شیشہ کا دھواں بھی آس پاس کے اُن لوگوں کی صحت کو متاثر کرتا ہے جو سگریٹ یا حقہ نہیں پیتے۔ اس طرح وہ لوگ ایک ایسے جرم کی سزا پا رہے ہوتے ہیں جو انھوں نے کیا ہی نہیں ہوتا۔ ایک اندازے کے مطابق ترقی پزیر ملکوں میں تمباکو استعمال نہ کرنے والے افراد کی اس مضر دھوئیں کی وجہ سے اموات کی شرح میں سالانہ تین فیصد اضافہ ہو رہا ہے۔

حقہ یا شیشہ پینے والوں کی اکثریت کا کہنا ہے کہ کچھ عرصہ تک پینے کے بعد وہ اس سے پیچھا نہیں چھڑا سکتے۔ اسکی بڑی وجہ تمباکو میں شامل نیکوٹین ہوتی ہے جو ایک نشہ آور جزو ہے۔ شیشے کے آمیزے کے پیکٹ پر 0.5 فیصد نیکوٹین اور صفر فیصد ”نار“ لکھا ہوتا ہے یہ سب لوگوں کو گمراہ کرنے کی ایک کوشش کے سوا کچھ نہیں۔

حقے یا شیشے کے ذریعے تمباکو نوشی کرنے والوں کا عموماً یہ موقف ہوتا ہے کہ حقہ یا شیشہ استعمال کرنے کے دوران تمباکو کا دھواں پانی سے ہو کر پینے والے کے حلق میں جاتا ہے اس لئے سگریٹ نوشی کے مقابلے میں حقہ پینے کا صحت پر زیادہ منفی اثر نہیں پرتا۔ حالانکہ نئی تحقیق سے ثابت ہو چکا ہے کہ حقہ اور شیشہ صحت کیلئے اسی قدر خطرناک ہے جتنا سگریٹ تباہ کن ہے۔

عالمی ادارہ صحت کے اعداد و شمار کے مطابق تمباکو نوشی سے سالانہ گیارہ لاکھ افراد موت کے منہ میں چلے ہیں جن میں سے 70 فیصد کا تعلق پاکستان جیسے ترقی پزیر ممالک سے ہے۔ ترقی یافتہ ممالک میں تمباکو کمپنیوں پر لگائی جانے والی قانونی بندشوں کے باعث ان کمپنیوں نے اپنا رخ ترقی پذیر ملکوں کی طرف موڑ دیا ہے۔

ہٹلوں اور ریسٹورنٹس کے مالکان غلط بیانی سے کام لیتے ہوئے یہ تاثر دیتے ہیں کہ حقہ یا شیشہ پینا بے ضرر ہے۔ اخباری اطلاعات کے مطابق حال ہی میں کراچی میں ایک سروے کیا گیا جس سے معلوم ہوا کہ سکول جانے کے عمر کے حامل 70 فیصد بچے پچھلے چھ ماہ کے دوران ”شیشہ“ کا استعمال کر چکے ہیں جن میں سات سال کی عمر کے بچے بھی شامل ہیں۔

صحت کے عالمی ادارہ نے اپنی ایک حالیہ رپورٹ میں حقہ یا شیشہ کے مضر اثرات کا جائزہ لیتے ہوئے کہا ہے کہ حقہ یا شیشہ پینے والا عموماً بیس سے 80 منٹ تک حقے یا شیشہ کی ٹلکی منہ میں دبا کر رہتا ہے اور اس دوران پچاس سے دوسو کوش لیتا ہے اس طرح وہ ایک نشت میں پچاس سے سو سگریٹوں کے برابر زہر بھرا دھواں جسم میں اتراتا ہے۔ حقہ یا شیشہ سے کاربن مونو آکسائیڈ اور دوسرے زہریلے اجزاء زیادہ مقدار میں خارج

For more information please contact
Rasheed Chaudhry
Media Coordinator
TheNetwork for Consumer Protection
in Pakistan
Mobile: 0321 501 7355

To download English and Urdu text and graphics, please, visit
www.thenetwork.org.pk/cr.htm



TheNetwork for Consumer Protection

40-A Ramzan Plaza, G-9/Markaz, Islamabad
Ph: 051 226 1085, Fx: 051 226 2495; www.thenetwork.org.pk

سید